ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-03

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

ڈاکٹر انور علی
اسسٹنٹ پروفیسر شعبۂ اردو، اسلامیہ کالج یونیورسٹی، پشاور
ڈاکٹر شیر زمان سیماب
اسسٹنٹ پروفیسر پشتو اکیڈمی یونیورسٹی آف پشاور
شہاب الدین
لیکچرار شعبہ اردو، اسلامیہ کالج یونیورسٹی، پشاور

ساغر صدیقی اور عبدالحمید بابا کا فلسفہ قناعت

Dr.Anwar Ali *
Assistant Professor, Department of Urdu, Islamia College University Peshawar.
Dr.Sher Zaman Seemab
Assistan Professor, Pashto Academy University of Peshawar.
Shahab Uddin
Lecturer, Islamia College University Peshawar
***Corresponding Author:** anwar@icp.edu.pk

Saghar Siddiqui and Abdul Hameed Baba's Philosophy of Contentment

ABSTRACT
We find good examples regarding contentment in the words of Saghar Siddiqui and Abdul Hameed Baba. Both poets are recognized writers and poets of their time. Abdul Hameed Baba is one of the famous Pashto poets whose words are embellished with religious traditions. On the other hand, Saghar Siddiqui was famous for his patience. This is the reason that both are remembered in history in high repute. In their poetry, the veil has been removed from the facts close to life. We can see the suffering for human beings in their poetry. It can be inferred from their poetry that both were eminent scholars. Both observed the society closely, examined, tested and

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-03

ماخذ تحقیقی مجلہ

drew conclusions. In this article, the point of view of both is being presented regarding contentment.

Key Words: *Famous, Eminent, Contentment, Recognized, Removed, Facts, Embellished, Religious, Traditions, Inferred.*

عبد الحمید بابا پشاور کے ایک گاؤں بڈھ بیر کے نزدیک ایک چھوٹے سے گاؤں ماشو خیل میں پیدا ہوئے اور تقریباً ستّر سال کی عمر میں وفات پا کر ماشو خیل ہی میں دفن کیے گئے۔ عبد الحمید بابا پشتو کے معروف شاعر اور ادیب مانے جاتے ہیں۔ وہ ایک عالم اور فاضل آدمی تھے۔ وہ عربی اور فارسی زبانیں بھی جانتے تھے۔ انھوں نے قصہ شاہ و گدا اور نیرنگ عشق کا فارسی میں ترجمہ کیا۔ ان کے اشعار میں ہمیں حب الوطنی، جفاکشی اور ایثار کے علاوہ قناعت پر مبنی اسباق ملتے ہیں۔

ساغر صدیقی کا اصل نام محمد اختر تھا، وہ ۱۹۲۸ء کو امر تسر میں پیدا ہوئے اور ۱۹ جولائی ۱۹۷۴ء کو لاہور میں وفات پا گئے۔ اگر ایک طرف ساغر صدیقی کے کلام میں رنج و غم، نااُمیدی اور حسرت و یاس نمایاں ہے تو دوسری طرف ان کا کلام قناعت سے بھی مزین ہے۔ وہ ایک ایسے مفلوک الحال شاعر تھے جنہیں وقت نے ہمیشہ ٹھوکروں کی زد میں رکھا۔ انھوں نے اپنی شاعری میں دنیا جہاں کا درد سمیٹ کر ایسے شعر لکھ ڈالے جو آج کل کے بہت کم شعرا کے ہاں موجود ہیں۔ ان کی شاعری کے چھے مجموعے شائع ہو چکے ہیں؛ جن میں زہر آلود، غم بہار، لوح جنوں، شیشۂ دل، سب آگہی اور مقتل گل شامل ہیں۔ ساغر صدیقی کے ہاں بھی جہاں زندگی کے دیگر حوالے موجود ہیں وہاں ان کی شاعری میں قناعت اور توکل کے مضامین بھی کثیر تعداد میں موجود ہیں۔

ساغر صدیقی اور عبد الحمید بابا دونوں درویش صفت، قلندر مزاج اور قناعت کی دولت سے بہرہ مند تھے۔ ان کی شاعری میں قناعت کی مختلف شکلیں اور مختلف رنگ پائے جاتے ہیں۔ ساغر صدیقی کا خیال ہے کہ لوگ صرف مادی چیزوں کے حصول کے بعد امیر اور دولت مند سمجھے جاتے ہیں لیکن پیار کی دولت سے مالا مال شخص کس طرح غریب ہو سکتا ہے۔ اس سلسلے میں ان کا ایک شعر ملاحظہ ہو:

جن کے دامن میں کچھ نہیں ہوتا
ان کے سینوں میں پیار دیکھا ہے (۱)

ساغر صدیقی کی پوری زندگی کچھ اس طرح گزری ہے کہ انھوں نے مال دولت یہاں تک کہ دنیاوی امور سے بھی کوئی سروکار نہیں رکھا۔ انھوں نے اپنی زندگی مدہوشی میں گزاری ہے۔ وہ دنیا کے بکھیڑوں سے دور ایک خیالی دنیا میں رہنے والے انسان تھے۔ لیکن اتنا ضرور ہے کہ ان کے دل میں درد اور سینے میں چنگاری ضرور تھی۔ یہی

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-03

وجہ ہے کہ ان کی شاعری میں پیار، محبت اور درد و غم کے حسین مرقعے ملتے ہیں۔ اسی طرح عبدالحمید بابا کی شخصیت بھی دنیاداری سے خالی تھی۔ وہ بھی انسانی ہمدردی کا درد اپنے دل میں پالتے رہے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ ان کی شاعری میں بھی دنیاوی جاہ و جلال کی بجائے قناعت، صبر اور توکل کے مضامین کثرت سے ملتے ہیں۔اس حوالے سے ان کا ایک شعر ملاحظہ ہو:

کۀ په څيري ګرېوان خاندې لګه صبح
درست جهان به کړې درلاندې لکه صبح[۲]

عبدالحمید بابا زندگی میں قناعت کی حقیقت کو واضح کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر آپ کا گریبان تار تار ہو اور آپ اس بات پر قناعت اختیار کر بیٹھے ہیں تو اس سے آپ تمام جہان کو پاسکتے ہیں۔ مطلب یہ کہ اگر اس جہان میں کوئی قناعت اختیار کرے تو اسے کسی انسان کے آگے ہاتھ پھیلانے کی ضرورت ہرگز نہ رہے گی۔ عبدالحمید بابا کی طرح ساغر صدیقی کو بھی درویش صفت اور فقیر شاعر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔اس کی وجہ صرف یہ نہیں کہ ان کی شاعری میں تصوف یا اس سے متعلقہ دیگر مضامین پائے جاتے ہیں بلکہ ان کی زندگی اس کا عملی نمونہ تھا۔اس پر مستزاد یہ کہ ان کی سوچ اور فکر کے دھارے بھی اسی نہج پر چل رہے تھے۔ان کی فکر اور سوچ بھی عملی صورت میں نہ صرف ان کی زندگی سے عیاں تھی بلکہ ان کی شاعری میں وہی فکر دیکھا جاسکتا ہے۔ان کی شاعری میں قناعت، توکل، صبر ، تحمل اور برداشت کے مضامین بدرجہ اتم پائے جاتے ہیں۔اگرچہ ان کی شاعری میں موضوعات کا تنوع پایا جاتا ہے۔ان کی سیاسی و سماجی بصیرت بھی ان کی شاعری میں خوبصورت انداز میں موجود ہے۔اس کے ساتھ ساتھ قناعت کی دولت سے بھی ان کی شاعری بھری پڑی ہے۔اس سلسلے میں ان کا شعر ملاحظہ ہو:

جانے والے ہماری محفل سے
چاند تاروں کو ساتھ لیتا جا
ہم خزاں سے نباہ کر لیں گے
تو بہاروں کو ساتھ لیتا جا[۳]

ساغرؔ نہ صرف دنیاوی جاہ و جلال اور مال و دولت سے کنارہ کش رہے ہیں بلکہ وہ دوسروں کو خوش رکھنے کے لیے اپنی خوشیوں سے بھی دستبردار ہونے کے لیے تیار رہتے ہیں۔وہ دوسروں کو پھول دے کر خود کانٹوں سے نباہ کے لیے بھی تیار ہیں۔اور یہی قناعت کا اعلیٰ درجہ ہے کہ دوسروں کی خوشی کے لیے خود غم کو سینے سے لگالیا

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-03

ماخذ تحقیقی مجلہ

جائے۔ وہ مفلسی، غم، دکھ اور رنج والم میں بھی خوش ہیں اور ان کیفیتوں سے بھی وہ دلبر داشتہ نہیں۔ بلکہ انھیں سینے سے لگا کر دوسروں کی طرف دیکھتے ہوئے جب انھیں خوشی کے عالم میں دیکھتے ہیں تو ان کے دل کو سکون ملتا ہے۔ ساغرؔ کے ہم خیال عبدالحمید بابا کہتے ہیں:

د دنيا اهل دول د زړه په سترګو
واړه وليده تر ځان خوار او ابتر ما
رنګ او بوئ د وفا نيشته پکښې ځکه
ددے باغ له ګلو واخست خپل نظر ما(۴)

عبدالحمید بابا کہتے ہیں کہ یہ دنیا اور اس میں جو کچھ ہے، اسے میں نے خوب دیکھا۔ یہاں خوشیاں اور غم دیکھے، لوگوں کے رویّے دیکھے مگر میں نے یہاں وفا نام کی کوئی چیز نہیں دیکھی، یہ ساری چیزیں فنا ہونے والی ہیں۔ اس لیے میں نے قناعت اختیار کی اور اس دنیا پر بھروسا کرنا چھوڑ دیا۔ دنیا اور اس میں جو کچھ ہے، سب فانی ہیں اس لیے میں یہ نکتہ سمجھ گیا کہ یہاں کی زندگی چند روزہ ہے، ہمیں قناعت اختیار کر لینی چاہیے۔ ساغرؔ کہتے ہیں:

ہم فقیروں سے دوستی کر لو
گُر بتا دیں گے بادشاہی کے(۵)

بادشاہ اور فقیر دونوں متضاد ہیں۔ بادشاہوں کی دنیوی شان وشوکت ہوتی ہے جب کہ فقیر فقر میں رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ دیے پر راضی رہتے ہیں۔ ساغر کا کہنا ہے کہ اگر انسان فقیروں کی مجلس میں اٹھنا بیٹھنا شروع کر دیں تو ان پر بادشاہوں کے احوال ظاہر ہو جائیں گے، نیز فقیروں کی مجلس کی برکت سے ان پر یہ بھی عیاں ہو جائے گا کہ اصل میں بادشاہت کیا ہے۔ مطلب یہ کہ قناعت اختیار کرنے سے ہی اصل بادشاہت کا لطف اٹھایا جا سکتا ہے۔ عبدالحمید بابا کہتے ہیں:

ددنيا هوا هوس د خوب ليدۀ دي
چې خوب وړے شي راويښ نۀ وي بيا هيڅ
چې پروا په دنيا نۀ لري حميده
هغه نۀ لري د خلقو پروا هيڅ(۶)

یہاں شاعر دنیا کی بے ثباتی کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ دنیا میں لالچ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں کیوں کہ یہاں کی زندگی چند روزہ ہے۔ جو لوگ اس دنیا میں لالچ کی نیند میں ڈوبے رہتے ہیں اور موت آجاتی ہے تب انھیں خوابِ غفلت سے بیدار ہونا پڑتا ہے اور اپنے کیے پر شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے، جب کہ وہ لوگ جو دنیا میں قناعت

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-03

ماخذ تحقیقی مجلہ

اختیار کیے ہوتے ہیں اور دنیا کے حصول کے لیے لالچ نہیں کرتے، جو کچھ انھیں ملا ہوتا ہے اس پر صابر و شاکر رہتے ہیں تو ایسے لوگ دنیا میں کسی کی پروا نہیں کرتے، اور یہی لوگ کامیاب ہوتے ہیں۔ قناعت کے حوالے سے ساغرؔ کا خیال ملاحظہ ہو:

مدّعا کچھ نہیں فقیروں کا
درد ہے لا دوا فقیروں کا(۷)

یہاں بھی ساغرؔ قناعت اختیار کرنے والوں کے حوالے سے کہتے ہیں کہ فقیروں کی زندگی بھی عجیب طرح گزرتی ہے۔ فقر میں رہ کر فقیروں کے درد کے لیے دوا کی ضرورت نہیں، ان کا درد ہی ان کی دوا ہوتی ہے۔ یعنی قناعت اختیار کرتے ہوئے ہوئے وہ زندگی سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ عبد الحمید بابا کفایت اور قناعت کو بہت بڑا سرمایہ سمجھتے ہوئے کہتے ہیں:

که صدف غوندې سینه ګنجینه غواړے
له دریابه کړه په څاڅکي کفایت (۸)

صدف ایک قسم کا سمندری جانور ہوتا ہے جس کے جسم کے ارد گرد سخت حفاظتی خول ہوتا ہے جس کے اندر کے تہہ کا مادہ جم کر موتی بن جاتا ہے۔ شاعر کہتے ہیں کہ اگر انسان صدف کی طرح اپنا سینہ کھول کر رکھ دے تو جس طرح صدف کے لیے دریا کا ایک قطرہ پانی کافی ہوتا ہے جس سے وہ قیمتی پتھر بن جاتا ہے، اسی طرح اے انسان تم بھی ایک قطرہ پر قناعت اختیار کر، دیکھنا کہ تم بھی صدف کی طرح قیمتی بن جاؤ گے۔ ساغرؔ کہتے ہیں:

یارب ترے جہان کے کیا حال ہو گئے
کچھ لوگ خواہشات کے دلّال ہو گئے (۹)

ساغرؔ نے اس دنیا میں ان لوگوں کی خوب خبر لی ہے اور ان کے لیے دلّال جیسا نامناسب لفظ استعمال کیا ہے جو اپنی خواہشات کو قابو میں نہیں رکھتے۔ ایسے لوگ اپنی خواہشات کی تکمیل کے لیے کچھ بھی کرنے کو تیار رہتے ہیں۔ شاعر اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہیں اور کہتے ہیں کہ اے اللہ تیری دنیا میں یہ کس قسم کے لوگ پیدا ہو چکے ہیں جنہیں اپنی نفسانی خواہشات پر قابو نہیں اور وہ اپنی خواہشات کی تکمیل کے لیے دلّالی کرتے ہیں۔ عبد الحمید بابا کہتے ہیں:

چې منډې پکښې سړې او سپې خلے سمے
د دنیا له خوانه خۀ یم بے نوا (۱۰)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-03

ماخذ تحقیقی مجلہ

شاعر کہتے ہیں کہ ایسی دنیا سے کیا مطلب جو کتے اور انسان کے لیے ایک جیسی ہو۔ مطلب یہ کہ دنیا کے حصول کے لیے انسانوں اور کتوں میں فرق نہ رہ جائے تو ایسی دنیا حاصل کرنا انسانوں کا شیوہ نہیں۔ اصل میں شاعر نے اس شعر میں ان لوگوں کے رویوں کو سامنے لانے کی کوشش کی ہے جو کتوں کی طرح دنیا کے پیچھے پڑے ہوتے ہیں جنہیں انسانیت سے کوئی غرض نہیں، جنھیں ہر صورت میں دنیا چاہیے، چاہے اس کا حصول جس طرح بھی ہو۔ شاعر کہتے ہیں کہ ایسی دنیا اور اس میں بسنے والوں سے میرا دور رہنا بہتر ہے۔ ساغرؔ کہتے ہیں:

نگر نگر میں پھیرا اپنا
کہیں نہیں ہے ڈیرا اپنا
کوئی نہیں ہے دشمن اپنا
صحرا اپنا گلشن اپنا(۱۱)

ساغرؔ نے ان اشعار میں بڑی خوب صورتی کے ساتھ حقائق سے پردہ ہٹایا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ قناعت اختیار کیے ہوئے لوگ کہیں پہ اپنا ڈیرا نہیں بناتے، اسی وجہ سے ان کا کوئی دشمن نہیں ہوتا بلکہ الٹا سارا جہاں ان ہی کا ہوتا ہے۔ دنیا میں ہم دیکھتے چلے آرہے ہیں کہ سگے بھائی بھی جائیداد کے لیے ایک دوسرے کے خون کے پیاسے بن جاتے ہیں، لوگ آپس میں دنیا کے لیے دشمنیاں مول لیتے ہیں، حالاں کہ یہ دنیا بڑی بے وفا ہے، یہ آج تک کسی کی نہیں ہوئی، پھر کیوں دنیا کے بے وقوف لوگ اس دنیا کے لیے آپس میں لڑتے جھگڑتے ہیں۔ اس لیے شاعر نے بڑی اچھوتی بات کی ہے کہ قناعت پسند دنیا میں مستقل اقامت گاہیں نہیں بناتے بلکہ جو جگہ پسند آتی ہے وہاں کچھ دیر کے لیے رہ کر آگے چلتے ہیں، اس لیے تو ان کی دشمنیاں بھی نہیں ہوتیں اور خوش و خرم زندگی بھی بسر کرتے ہیں۔ عبد الحمید بابا کی قناعت کا ایک نیا انداز بھی ملاحظہ ہو:

هر آرزو چې دې نن وساتهٔ په زړهٔ کې
دا به شي صبا وزر ستا د معراج
هر خاکسار چې خاکساري نهٔ که خهٔ نهٔ کا
هر څوک خهٔ ایشي په خپل رسم و رواج
درویشي په تاج و تخت باندې زوال خوري
تخت او تاج لره زوال تاخت و تاراج (۱۲)

عبد الحمید بابا صبر کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اے انسان اگر آج تم نے اپنی ہر آرزو دبائی تو کل کے لیے یہی قناعت تیرے کام آئے گا ور اس سے تجھے اونچا مقام ملے گا۔ اگر تم نے آج خاکساری اختیار کی اور

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-03

ماخذ تحقیقی مجلہ

یہاں کے رسم و رواج کو پس پشت ڈال دیا تو یہ تیرے حق میں بہتر ہو گا۔ شاعر نے مزید کہا ہے کہ درویش انسان کو تخت و تاج کی ضرورت نہیں ہوتی کیوں کہ تخت و تاج کو زوال ہے مگر درویشی ایسی صفت ہے جسے جس نے بھی اختیار کی وہ دنیا و آخرت میں تخت و تاج کا حق دار بن جاتا ہے۔ ساغرؔ کا خیال ملاحظہ ہو:

سلطنت ہے قناعتِ درویش
ہر نفس ہے سکندر و دارا(۱۳)

ساغرؔ صدیقی کہتے ہیں کہ قناعت پسند آدمی کے لیے سلطنت اس کی درویشی ہی ہے۔ سکندر اعظم کا شمار تاریخ کے انتہائی متاثر کن اور ماہر ہنماؤں میں کیا جاتا ہے۔ دارا بھی عظیم فاتح گزرا ہے۔ اس نے سکندر اعظم کی فوجوں سے مقابلہ کیا اور شکست کھائی بعد میں اسے قتل کر دیا گیا۔ شاعر نے دونوں تاریخی شخصیات کا حوالہ دیا ہے۔ قناعت ہی سے سلطنت کا لطف اٹھایا جا سکتا ہے۔ عبد الحمید بابا کہتے ہیں:

قناعت مې اشتها کړه هسے صافه
چې اوګړه راکوي خوند لکه شوروا
د قارون د غوا او غیلو مې توبه شي
چې مې شته د یار غمونه غیل او غوا(۱۴)

مطلب یہ کہ قناعت نے میرے اندر وہ خوبی پیدا کی کہ اب مجھے چاول کے ابلے پانی میں بھی مزے دار قسم کے سالن کا ذائقہ محسوس ہوتا ہے۔ مجھے قارون کی مال و دولت اور اس کے جانوروں کی کوئی حاجت نہیں کیوں کہ میں جن غموں میں خوش ہوں وہ قناعت کے غم ہیں۔ یہاں شاعر قناعت کے غم اور مشکلات سے خوب بہرہ ور ہو رہے ہیں اور کہنے کو تو یہ مشکل ہے مگر اصل میں شاعر اس مشکل سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ ساغرؔ کہتے ہیں:

ہوس مشیر ہو جس بادشاہ کی ساغرؔ
تو اس غلام پہ درویش مسکراتا ہے(۱۵)

اس شعر میں ساغر صدیقی نے خوبصورت پیرائے میں لالچ اور ہوس کے پجاریوں کو تحقیر و تضحیک کا نشانہ بنایا ہے۔ بادشاہ کے پاس خواہ کتنی دولت اور بیش بہا خزانے ہی کیوں نہ ہوں، اگر وہ لالچ اور ہوس کو اپنا مشیر بنا لیتا ہے۔ اور اتنا سب کچھ ہونے کے باوجود اس کا دل قناعت کی دولت سے بہرہ ور نہیں تو پھر وہ بادشاہ نہیں رہتا، وہ غلام کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے۔ ایسے بادشاہ اور اس کی بادشاہت کے اوپر فقیر اور درویش مسکراتا ہے۔ عبد الحمید بابا کہتے ہیں:

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-03

ماخذ تحقیقی مجلہ

په اوبو به دې د مراد ډیوه شي بله
که صدف غوندې په صبر کړے دهان چپ [۱۶]

دھان سے منہ مراد ہے۔ اور صدف سے مراد سیپی ہے۔ شاعر کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اے انسان! اگر تم صدف یعنی سیپی کی طرح ایک قطرہ پانی پر قناعت کر کے منہ بند کروگے تو یہ ایک قطرہ پانی تمہیں سیپی کی طرح قیمتی بنادے گا۔ مطلب یہ کہ اگر تم قناعت اختیار کروگے تو تم اس دنیا میں قیمتی انسان بن جاؤ گے۔ اسی طرح ساغرؔ صدیقی قناعت کو خدا کی دولت کا نام دیتے ہوئے کہتے ہیں:

گدا قناعت کو بیچتے ہیں
خدا کی دولت کو بیچتے ہیں [۱۷]

فقیری اور درویشی اختیار کرنے والا آدمی اپنی درویشی میں خوش رہتا ہے۔ وہ قناعت کو اللہ تعالیٰ کی دولت سمجھتا ہے، اس لیے شاعر نے کہا ہے کہ قناعت پسند آدمی اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کو بیچتا ہے۔ مطلب یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اپنے اوپر اس خاص مہربانی سے خوش رہتا ہے، اسے دنیا و مافیہا کی کوئی پروا نہیں ہوتی۔ اور سچ ہے جس کو اللہ تعالیٰ کی رضا مل جاتی ہے وہ قدرتی طور پر سکون میں رہتا ہے۔ گویا قناعت سے بڑھ کر سکون کسی اور چیز میں نہیں۔ عبد الحمید بابا بھی قناعت کو بڑی دولت سے تشبیہ دیتے ہوئے کہتے ہیں:

قناعت هسے دولت و حمید ورکړهٔ
چې بادشاه ګڼي تر ځانه بے نوا [۱۸]

عبد الحمید بابا کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے صبر و قناعت کی ایسی دولت سے مالامال کیا ہے جس کے آگے کسی بادشاہ کی بادشاہت کی کوئی حیثیت نہیں۔ اصل میں جب انسان صبر و قناعت کا لباس زیب تن کرے تو پھر اسے کسی کی پروا نہیں ہوتی، حتیٰ کہ بادشاہ بھی ان کے در کے سوالی بن جاتے ہیں۔

مجموعی طور پر دیکھا جائے تو عبد الحمید بابا اور ساغر صدیقیؔ دونوں اپنے عہد کے مانے گئے شعرا میں شمار ہوتے ہیں۔ اگرچہ ان دونوں کی شاعری میں بے شمار موضوعات موجود ہیں تاہم انھوں نے قناعت کے حوالے سے جو کچھ لکھا، وہ محض لکھا نہیں بل کہ جو کچھ محسوس کیا وہ لکھا۔ ان دونوں نے دنیا کو دیکھا، لوگوں کا دنیا کے لیے مرمٹنا بھی دیکھا نیز ان کی آپس کی دشمنیاں بھی دیکھیں، اس لیے ان کی قناعت کے حوالے سے شاعری کو سراہا گیا ہے۔ ان کی شاعری میں جا بجا قناعت کا درس ملتا ہے۔ ان کی شاعری میں قناعت اور تصوف کے مضامین کثرت سے ملتے ہیں۔ ان کے انداز میں مصنوعی پن نہیں بلکہ ان میں ایک بے ساختہ اور فطری رنگ موجود ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-03

ماخذ تحقیقی مجلہ

کہ دونوں شعرا قلندرانہ مزاج کے حامل درویشانہ زندگی گزارنے والے فقیر تھے۔ فقیری اور درویشی گویا ان کی رگ وپے میں سرائیت کر چکی تھی۔ ساغرؔ تو عالم مدہوشی میں بھی خدا کو نہیں بھولے۔ وہ دنیا کی نظروں میں کیا تھے یہ اور بات ہے لیکن وہ دنیا کو بتا چکے ہیں کہ اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ ساغرؔ کو خدا یاد نہیں تو وہ عالم مدہوشی میں بھی اللہ کے سامنے سربسجود ہو سکتا ہے۔ اسی طرح عبدالحمید بابا کی تو پوری زندگی خدا کی یاد اور اللہ تعالیٰ کی عشق میں گزری ہے۔ وہ خود اللہ کی عشق میں مدہوش اور سرمست رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان دونوں شعرا کو دنیاوی جاہ و جلال اور امارت و دولت کی آرزو نہیں رہی۔ ان دونوں کو جو کچھ ملا وہ قناعت کی دولت تھی اور وہ اسی دولت کے سہارے زندگی گزارتے رہے اور اپنی حالت پر خوش ہوتے رہے۔

حوالہ جات

۱۔ ساغر صدیقی، کلیاتِ ساغر، ایوبی پبلشرز، اُردو بازار، لاہور، ۲۰۰۴ء، ص۱۲۹
۲۔ عبد الحمید بابا، دیوان: در او مرجان، یونیورسٹی بک ایجنسی، خیبر بازار، پشاور، سن ندارد، ص۶۷
۳۔ کلیاتِ ساغر، ص۹۸
۴۔ در او مرجان، ص۳۳
۵۔ کلیاتِ ساغر، ص۲۱۳
۶۔ در او مرجان، ص۷۱
۷۔ کلیات ساغر، ص۲۴۷
۸۔ در او مرجان، ص۵۷
۹۔ کلیاتِ ساغر، ص۳۸۵
۱۰۔ در او مرجان، ص۳۴
۱۱۔ کلیاتِ ساغر، ص،۴۱۱
۱۲۔ در او مرجان، ص۶۳
۱۳۔ کلیاتِ ساغر، ص۴۲۳
۱۴۔ در او مرجان، ص۳۴

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-03

ماخذ تحقیقی مجلہ

۱۵۔ کلیاتِ ساغر، ص۴۲۷

۱۶۔ دراومرجان، ص۵۶

۱۷۔ کلیاتِ ساغر، ص۴۳۷

۱۸۔ دراومرجان، ص۳۹